

## پانیم - نمبر تین

رؤیا اور وقتِ مقررہ: ایک پیغمبرانہ مماثلت

Jeff Pippenger

2025-02-28

دس کنواریوں کی تمثیل ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تاریخ میں حرف بہ حرف دہرائی جاتی ہے۔ حقوق باب دو اس تمثیل کے جوہر کو پیش کرتا ہے جب وہ اُس رؤیا کی نشاندہی کرتا ہے جو آخر میں کلام کرتی ہے۔

میں اپنی چوکی پر کھڑا رہوں گا، اور برج پر اپنے آپ کو قائم کروں گا، اور دیکھوں گا کہ وہ مجھ سے کیا کہے گا، اور ملامت ہونے پر میں کیا جواب دوں گا۔ اور خداوند نے مجھے جواب دیا اور کہا، روپا کو لکھ، اور اسے تختیوں پر صاف صاف لکھ دے، تاکہ جو اسے پڑھتا ہے دوڑ سکے۔ کیونکہ یہ روپا ابھی مقررہ وقت کے لیے ہے، لیکن انجام پر وہ ضرور بولے گی اور جھوٹ نہ بولے گی؛ اگرچہ وہ دیر کرے، اس کا انتظار کرنا، کیونکہ وہ یقیناً آئے گی، وہ دیر نہ کرے گی۔ دیکھ، جو مغرور ہے اس کی جان اس میں راست نہیں؛ لیکن صادق اپنے ایمان سے زندہ رہے گا۔ حقوق ۱:۲-۴۔

دانی ایل باب گیارہ کی آیت ستائیس بھی "مقررہ وقت" کی نشاندہی کرتی ہے۔

اور دونوں بادشاہوں کے دل شرارت کرنے پر مائل ہوں گے، اور وہ ایک ہی میز پر جھوٹ بولیں گے؛ لیکن یہ کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ انجام ابھی وقت مقررہ پر ہی ہوگا۔ دانی ایل ۱۱:۲۷

وہ "رؤیا" جو روم کے ذریعے قائم کی گئی ہے، "ایک مقررہ وقت" کے لیے ہے، اور وہ دو بادشاہ جن کے دل شرارت کرنے پر مائل ہیں اور جو ایک ہی میز پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہیں، ایک ایسے نبوی نشان راہ کی نشاندہی کرتے ہیں جو اس سے پہلے آتا ہے کہ رؤیا "بولے"۔ مقررہ وقت سے پہلے دو بادشاہ "جھوٹ" بولتے ہیں، اور جب مقررہ وقت پر رؤیا بولتی ہے تو وہ جھوٹ نہیں بولتی۔ مقررہ وقت امریکہ میں اتوار کا قانون ہے، اور میز پر ہونے والی ملاقات ایک نبوی مدت کے آغاز کی نشاندہی کرتی ہے۔ "رؤیا" تاریخ میں اتوار کے قانون پر پوری ہوتی ہے، مگر یہ اتوار کے قانون سے پہلے ہی قائم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات اس لیے واضح ہے کہ وفاداروں سے کہا گیا ہے کہ وہ رؤیا کا انتظار کریں، اور انہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ رؤیا کو شائع کریں۔ اگر رؤیا ابھی تک قائم نہ ہوئی ہوتی تو وہ اس کے پورا ہونے سے پہلے اسے شائع نہیں کر سکتے تھے۔

یرمیاہ اُن لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جو رؤیا کا "انتظار" کرتے ہیں:

اے خداوند، تو جانتا ہے؛ مجھے یاد کر، میری خبر لے، اور میرے ستانے والوں سے میرا بدلہ لے؛ اپنی دیرگیری میں مجھ نہ اٹھا لے؛ جان لے کہ تیری ہی خاطر میں نے ملامت سہی ہے۔ جب تیرے کلام کے الفاظ مجھ ملے تو میں نے انہیں کہا لیا؛ اور تیرا کلام میرے دل کی خوشی اور شادمانی بن گیا، کیونکہ میں تیرے نام سے پکارا جاتا ہوں، اے خداوند رب الافواج۔ میں ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلس میں نہ بیٹھا، نہ خوشی منائی؛ میں اکیلا بیٹھا کیونکہ تیرا ہاتھ مجھ پر تھا، کیونکہ تو نے مجھ غضب سے بھر دیا تھا۔ میرا درد دائمی کیوں ہے، اور میرا زخم ناقابل علاج کیوں ہے جو شفا نہیں پاتا؟ کیا تو بالکل میرے لئے جھوٹے کی مانند ہوگا، اور ایسے پانی کی مانند جو خشک پڑ جاتا ہے؟ پس خداوند یوں فرماتا ہے: اگر تو لوٹ آئے تو میں تجھے پھر لاؤں گا، اور تو میرے حضور کھڑا ہوگا؛ اور اگر تو قیمتی کو ردی سے جدا کرے، تو تو میرے منہ کی مانند ہوگا؛ وہ تیرے پاس لوٹ آئیں، لیکن تو اُن کے پاس نہ لوٹنا۔ اور میں تجھے اس قوم کے لئے ایک فصیل دار پیتل کی دیوار بنا دوں گا؛ وہ تیرے خلاف لڑیں گے، لیکن تجھ پر غالب نہ آئیں گے، کیونکہ میں تجھے بچانے اور چھڑانے کے لئے تیرے

ساتھ ہوں، خداوند فرماتا ہے۔ اور میں تجھے شریروں کے ہاتھ سے چھڑا لوں گا، اور میں تجھے ظالموں کے ہاتھ سے چھڑاؤں گا۔ یرمیاہ 15:21-21۔

امریکہ میں اتوار کا قانون وہ جگہ ہے جہاں "یاد رکھنے" کی علامت ثبت ہوتی ہے۔ وہیں وہ سبت، جسے ہمیشہ یاد رکھنا ہے، حتمی آزمائش کا معاملہ بن جاتا ہے۔ وہیں صور کی زانیہ، جو فراموش کر دی گئی تھی، یاد کی جاتی ہے۔ وہیں خدا بابل کے گناہوں کو یاد کرتا ہے اور اسے دوہری سزا دیتا ہے۔

وہ سنگ میل جہاں "بولنا" ظاہر ہوتا ہے، امریکہ میں اتوار کا قانون ہے، کیونکہ وہاں زمین کا درندہ اژدے کی طرح "بولتا" ہے۔ اسی سنگ میل پر بلعام کے نبوتی سلسلے میں گدھا "بولتا" ہے۔ جب یوحنا بپتسمہ دینے والا پیدا ہوتا ہے، تو اس کے باپ زکریا، جنہیں الہی طور پر بولنے سے روک دیا گیا تھا، "بولتا" ہے۔

اور ایسا ہوا کہ آٹھویں دن وہ بچے کا ختنہ کرنے آئے، اور وہ اس کا نام اس کے باپ کے نام پر زکریا رکھنے لگے۔ مگر اس کی ماں نے جواب دیا، نہیں، بلکہ اس کا نام یوحنا ہوگا۔ انہوں نے اس سے کہا، تیرے رشتہ داروں میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس کے باپ کو اشارے کیے کہ وہ اس کا کیا نام رکھنا چاہتا ہے۔ اس نے لکھنے کی تختی منگوائی اور لکھا: اس کا نام یوحنا ہے۔ اور سب حیران ہوئے۔ اور اسی وقت اس کا منہ کھل گیا اور اس کی زبان کھل گئی، اور وہ بولنے لگا اور خدا کی حمد کرنے لگا۔ لوقا 1:59-64۔

امریکہ میں اتوار کے قانون کے وقت پاپائیت کا مہلک زخم بھر جاتا ہے، اور وہ سات میں سے آٹھویں سلطنت بن جاتی ہے، جب کہ امریکہ میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ وہ آٹھواں صدر ہے جو سات میں سے ہے۔ اسی وقت ایک لاکھ چوالیس ہزار کو علم کی مانند بلند کیا جاتا ہے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار سات میں سے آٹھویں کلیسیا ہیں۔ اتوار کے قانون کے وقت عدد آٹھ نشان زد ہوتا ہے، اور آٹھویں دن ہی یوحنا کا ختنہ ہوا اور زکریا نے کلام کیا۔ زکریا کا مطلب ہے کہ خدا نے "یاد رکھا"۔ اتوار کا قانون حقیقی سبت کی جعلی نقل ہے جسے "یاد رکھنے" کو کہا گیا تھا۔ اتوار کے قانون کے وقت صور کی فاحشہ "یاد کی جاتی" ہے۔ اسی اتوار کے قانون کے وقت خدا بابل کے گناہوں کو "یاد کرتا ہے" اور اس کی سزا کو دوگنا کر دیتا ہے۔

یرمیاہ اُن لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جنہوں نے پہلی مایوسی برداشت کی اور جو اُس رؤیا کے منتظر ہیں جو تاخیر کرتی ہے۔ وہ اُن وفاداروں کی نمائندگی کرتا ہے جو مقررہ وقت پر، جب رؤیا بولتی ہے اور جھوٹ نہیں بولتی، خدا کے ترجمان بن جاتے ہیں۔ مقررہ وقت پر بولنے والی رؤیا سے پہلے، دو بادشاہ ایک ہی میز پر بیٹھ کر ایک دوسرے سے جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ واقعہ اتوار کے قانون سے پہلے پیش آتا ہے اور لہذا پانیوم کی تاریخ میں وقوع پذیر ہوتا ہے جیسا کہ آیات تیرہ تا پندرہ میں بیان کیا گیا ہے، جو وہی مدت ہے جب "قوم کے لٹیرے" "رؤیا" کو قائم کرتے ہیں۔

اور اُن ایام میں بہت سے لوگ جنوب کے بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے؛ اور تیری قوم کے لٹیرے بھی رویا کو قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو بلند کریں گے، لیکن وہ گر جائیں گے۔ دانی ایل 11:14۔

"ڈاکو" روم ہیں، اور آخری دنوں میں روم سے مراد کیتھولکیت ہے۔ پوپ رؤیا کو قائم کرتا ہے، اور وہ یہ کام اتوار کے قانون سے بالکل پہلے کے دور میں کرتا ہے۔ وہ یہ کام پانیوم کی لڑائی میں مداخلت کر کے کرتا ہے، جہاں ٹرمپ پوتن پر غالب آتا ہے۔ یہ لڑائی 200 قبل مسیح میں ہوئی، اسی سال بت پرست روم نبوتی تاریخ میں داخل ہوا۔ پومیپی عظیم نے 63 قبل مسیح میں یروشلم فتح کیا۔ یہ واقعہ مشرق میں اس کی مہم کے دوران پیش آیا، جب اس نے حسمونی بھائیوں بیرکینس دوم اور اریستوبولس دوم کے درمیان خانہ جنگی میں مداخلت کی۔ پومیپی نے بیرکینس دوم کا ساتھ دیا، یروشلم کا محاصرہ کیا، اور آخر کار تین ماہ کے محاصرے کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے یہودیہ کی آزادی کا خاتمہ ہوا اور اس خطے پر رومی اقتدار کا آغاز ہوا، جو بعد میں رومی حکمرانی کے تحت ایک صوبہ بن گیا۔

اتوار کے قانون سے پہلے پوپ پانیئم کی جنگ سے وابستہ تاریخ میں داخل ہوتا ہے۔ جب وہ نبوی تاریخ میں داخل ہوتا ہے تو اس کا ظہور روپا کو قائم کرتا ہے؛ وہ روپا جو ابھی امریکہ میں اتوار کے قانون کے "مقررہ وقت" پر "بولے گی"۔ وہ "روپا" جس میں تاخیر ہوئی، وہی ناکام پیش گوئی ہے جس نے دس کنواریوں کی تمثیل میں انتظار کے زمانے کی ابتدا کو نشان زد کیا۔ اس نے مکاشفہ باب چودہ کے تین فرشتوں میں سے دوسرے فرشتے کی آمد کو بھی نشان زد کیا۔ ایک ناکام پیش گوئی جس نے انتظار کی مدت کا آغاز کیا، اور اس کی تکمیل کے لیے "انتظار" کرنے کی ترغیب دی، اگرچہ اس میں تاخیر ہوئی۔

ملیراٹ تاریخ میں انتظار کا وقت 12 اگست سے 17 اگست 1844 تک ایگزیرٹر کیمپ میٹنگ میں ختم ہوا۔ ایک ناکام پیشگوئی سے پیدا ہونے والی مایوسی نے انتظار کی ایسی مدت کا آغاز کیا جو کنواریوں کے دو گروہوں میں کردار کو آخری شکل دینے کے لیے مقرر تھی، اور اس کے بعد پہلے ناکام ہونے والی پیشگوئی کی توضیح پیش کی گئی۔ ایگزیرٹر میں پیش کی گئی توضیح اس روپا کے پورا ہونے پر اس سے متعلق تفصیلات کی نشان دہی کرتی ہے۔ یہی خصوصیات متی کے سولہویں باب میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں، جب مسیح اپنے شاگردوں کو قیصریہ فلپی لے گیا۔ اسی مقام سے آگے مسیح نے براہ راست شاگردوں کو یہ سکھانا شروع کیا کہ صلیب پر کیا ہونے والا تھا۔

اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں کو بتانے لگا کہ لازم ہے کہ وہ یروشلم جائے، اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے، اور قتل کیا جائے، اور تیسرے دن پھر جی اٹھے۔ متی 16:21۔

یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ جس آیت کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے، وہ ان دو واقعات کے درمیان واقع ہے: پہلے، یسوع نے یہ تسلیم کیا کہ پطرس نے یسوع کو مسیح، زندہ خدا کا بیٹا ماننے میں روح القدس کی راہنمائی پائی تھی۔ پھر جب مسیح نے انہیں آنے والی صلیب کے بارے میں تعلیم دینا شروع کی تو پطرس نے اس پیغام کی مخالفت کی اور مسیح نے پطرس کو شیطان کہا۔ جب روپا قائم ہوتی ہے تو جو پیغام مہر سے کھلتا ہے وہ عبادت گزاروں کے دو طبقے پیدا کرتا ہے، اور دونوں کی نمائندگی پطرس کرتا ہے۔

قیصریہ فلپی پانیوم ہے، اور دونوں مسیح کے سلسلے میں صلیب کے مقررہ وقت، ملیراٹ تاریخ میں 22 اکتوبر 1844، اور آج کے اتوار کے قانون تک رہنمائی کرتے ہیں۔ پانیوم، قیصریہ فلپی اور ایگزیرٹر کیمپ میٹنگ ایک ہی نبوتی سنگ میل ہیں۔ اسی سنگ میل پر پوپ کو بیانے میں شامل کیے جانے کے ساتھ ہی روپا قائم ہو جاتی ہے۔ روپا کا قیام مقررہ وقت سے پہلے ہوتا ہے، کیونکہ قیصریہ فلپی صلیب سے پہلے واقع ہوا تھا، ایگزیرٹر کیمپ میٹنگ 22 اکتوبر 1844 سے پہلے واقع ہوئی تھی، اور 200 ق م میں پانیوم 63 ق م میں پومپی کے یروشلم کو فتح کرنے سے پہلے واقع ہوا تھا۔ امریکہ میں اتوار کے قانون سے کچھ پہلے پوپ، جو صور کی فاحشہ ہے، کھلے عام نبوتی تاریخ میں داخل ہوگا۔ جب وہ ایسا کرے گا تو روپا قائم ہو جائے گی۔

یہ روپا باب گیارہ کی تیسری پراکسی جنگ میں پیش کی گئی ہے۔ پہلی پراکسی جنگ آخری پراکسی جنگ کی تصویر کشی کرتی ہے، لہذا آخری پراکسی جنگ میں وہی نبوی خصوصیات ہوں گی جو پہلی میں تھیں۔ جنوب کا بادشاہ، جس کی نمائندگی نام "ولادیمیر" سے ہوتی ہے—جس کا مطلب ہے برادری کا حکمران—پوپ اور صدر امریکہ کے درمیان اتحاد کے ذریعے بہا دیا جاتا ہے۔ آخری پوپ، مکاشفہ باب سترہ کی تکمیل میں، سات میں سے اٹھواں ہوگا، اور آخری صدر بھی سات میں سے اٹھواں ہوگا، اور ایک سو چوالیس ہزار کا علم بھی ایسا ہی ہوگا۔

ابتدا میں پوپ اور صدر کے درمیان تعلق ایک "خفیہ اتحاد" تھا، اور اٹھویں اور آخری صدر کا پوپ کے ساتھ اتحاد بھی "خفیہ" ہوگا، کیونکہ اس دور میں صور کی فاحشہ نبوتی طور پر "فراموش" ہے۔ ریگن

اور پوپ جان پال دوم کے درمیان اتحاد خفیہ تھا، مگر اسی وقت پوپ زمین پر سب سے زیادہ پہچانا جانے والا چہرہ بن گیا۔ صور کی اس فاحشہ کے بارے میں، جو زمین کے تمام بادشاہوں کے ساتھ زناکاری کرتی ہے، "فراموش" کی جانے والی بات پاپائیت کی ایک مخصوص خصوصیت ہے، جو اس کے تمام گناہوں کو بغاوت کی ایک ہی قسم میں سمیٹ دیتی ہے۔ یہ خصوصیت یہ ہے کہ کیتھولک کلیسیا "عصمتِ خطا" کا دعویٰ کرتی ہے۔ یہ حقیقت اتنی اہم ہے کہ میں اب اس مضمون کو سسٹر وائٹ کی تحریر کے ایک باب کے ساتھ ختم کروں گا۔ ہم ان سطور کو اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے، لیکن جب آپ دی گریٹ کنٹروورسی سے مندرجہ ذیل باب پڑھیں، تو یاد رکھیں کہ ٹرمپ کی کابینہ کے تقریباً ہر ایک رکن رومن کیتھولک ہے، اور اس کے ساتھ پینٹیکوسٹل ازم کا امتزاج اور فرینکلن گراہم کا ہمہ وقت موجود اثر و رسوخ بھی ہے، جنہوں نے حال ہی میں بائبل کی نبوت کے دجال کے لیے علانیہ دعاؤں کی اپیل کی۔

## ضمیر کی آزادی خطرے میں ہے

اب پروٹسٹنٹ رومن کیتھولک مذہب کو سابقہ برسوں کی نسبت کہیں زیادہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان ممالک میں جہاں کیتھولکیت کو غلبہ حاصل نہیں، اور پاپ کے پیروکار اٹھارویں صدی کے لیے مصالحت آمیز روش اختیار کر رہے ہیں، وہاں اصلاح یافتہ کلیساؤں کو پاپائی نظام مراتب سے جدا کرنے والی تعلیمات کے بارے میں بڑھتی جا رہی ہے؛ یہ رائے زور پکڑ رہی ہے کہ آخر کار بنیادی نکات پر ہمارا اختلاف اتنا وسیع نہیں جتنا سمجھا جاتا رہا ہے، اور یہ کہ ہماری طرف سے تھوڑی سی رعایت ہمیں روم کے ساتھ بہتر مفاہمت تک پہنچا دے گی۔ ایک زمانہ تھا جب پروٹسٹنٹ اس آزادیِ ضمیر کی بے حد قدر کرتے تھے جو بڑی قیمت ادا کر کے حاصل کی گئی تھی۔ وہ اپنے بچوں کو پاپائیت سے نفرت کرنا سکھاتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ روم کے ساتھ ہم آپہنگی تلاش کرنا خدا سے بے وفائی ہوگی۔ مگر اب جو جذبات ظاہر کیے جا رہے ہیں، وہ کس قدر مختلف ہیں!

پاپائیت کے حامی دعویٰ کرتے ہیں کہ کلیسا پر بہتان تراشی کی گئی ہے، اور پروٹسٹنٹ دنیا اس بیان کو قبول کرنے پر مائل ہے۔ بہت سے لوگ اصرار کرتے ہیں کہ جہالت اور تاریکی کی صدیوں کے دوران اس کی حکمرانی پر جو قباحتیں اور حماقتیں نمایاں رہیں، ان کی بنیاد پر آج کے دور کی کلیسا کا فیصلہ کرنا ناانصافی ہے۔ وہ اس کی ہولناک سفاکی کو زمانے کی بربریت کا نتیجہ قرار دے کر اس کا جواز پیش کرتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ جدید تہذیب کے اٹرنے اس کے رجحانات بدل دیے ہیں۔

کیا ان اشخاص نے اس متکبر قوت کے اس دعوئےِ عصمت کو بھلا دیا ہے جو آٹھ سو برس تک پیش کیا جاتا رہا؟ ترک کرنے تو درکنار، انیسویں صدی میں اس دعوے کی پہلے سے بھی زیادہ دوٹوک انداز میں توثیق کی گئی۔ چونکہ روم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ 'کلیسیا نے کبھی غلطی نہیں کی؛ اور نہ ہی وہ، صحیفوں کے مطابق، کبھی غلطی کرے گی' (L. von Mosheim, Institutes of History) (Ecclesiastical History کتاب 3، صدی دوم، حصہ 2، باب 2، فصل 9، حاشیہ 17)، تو وہ ان اصولوں سے کیسے دستبردار ہو سکتی ہے جنہوں نے گزشتہ زمانوں میں اس کے طریق کار کی رہنمائی کی؟

پاپائی کلیسا اپنے خطاناپذیری کے دعوے سے کبھی دستبردار نہیں ہوگا۔ اپنے عقائد کو رد کرنے والوں کی ایذا رسانی میں اس نے جو کچھ کیا ہے، اسے وہ درست سمجھتا ہے؛ اور اگر اسے موقع ملے تو کیا وہ یہی اعمال دوبارہ نہ دہرائے گا؟ سیکولر حکومتوں کی جانب سے عائد موجودہ پابندیاں پٹا دی جائیں اور روم کو اس کی سابقہ طاقت پر بحال کر دیا جائے، تو بہت جلد اس کے استبداد اور ایذا رسانی کا احیا ہو جائے گا۔

"ایک معروف مصنف آزادی ضمیر کے حوالے سے پاپائی سلسلہ مراتب کے رویے اور اس کی پالیسی کی کامیابی سے ریاست ہائے متحدہ کو بالخصوص لاحق خطرات کے بارے میں یوں کہتا ہے: 'بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ریاست ہائے متحدہ میں رومن کیتھولک مذہب کے بارے میں کسی بھی خوف کو تنگ نظری یا بچکانہ پن سے منسوب کرنے پر مائل ہیں۔ ایسے لوگوں کو رومن ازم کے مزاج اور رویے میں ہماری آزاد اداروں کے لیے کوئی دشمنی نظر نہیں آتی، اور نہ ہی اس کی نشوونما میں انہیں کچھ بھی تشویشناک دکھائی دیتا ہے۔ تو آئیے، پہلے ہماری حکومت کے چند بنیادی اصولوں کا تقابل کیتھولک کلیسا کے اصولوں سے کریں۔"

ریاستہائے متحدہ کا آئین آزادی ضمیر کی ضمانت دیتا ہے۔ اس سے زیادہ عزیز یا بنیادی کوئی چیز نہیں۔ پوپ پائیس نہم نے 15 اگست 1854 کے اپنے انسائیکلیکل مکتوب میں کہا: 'آزادی ضمیر کے دفاع میں پیش کی جانے والی بے ہودہ اور باطل تعلیمات یا پاوہ گوئیاں نہایت موذی گمراہی ہیں—ایک ایسی وبا جو ریاست کے لیے سب وباؤں سے بڑھ کر باعث خوف ہے۔' اسی پوپ نے 8 دسمبر 1864 کے اپنے انسائیکلیکل مکتوب میں 'ان لوگوں کو ملعون ٹھہرایا جو آزادی ضمیر اور مذہبی عبادت کی آزادی کا دعویٰ کرتے ہیں' نیز 'ان سب کو بھی جو یہ کہتے ہیں کہ کلیسا زور زبردستی استعمال نہیں کر سکتی۔'

'ریاستہائے متحدہ میں روم کا مخصوص لہجہ قلبی تبدیلی کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ وہ جہاں بے بس ہوتی ہے وہاں رواداری اختیار کرتی ہے۔ بشپ او'کونر کہتے ہیں: 'مذہبی آزادی کو محض اس وقت تک برداشت کیا جاتا ہے جب تک اس کے برعکس کو کیتھولک دنیا کے لیے کسی خطرے کے بغیر عملی جامہ پہنایا جا سکے۔'... سینٹ لوئس کے آرچ بشپ نے ایک بار کہا: 'بدعت اور بے اعتقادی جرائم ہیں؛ اور مسیحی ممالک میں، مثلاً اٹلی اور سپین میں، جہاں سب لوگ کیتھولک ہیں، اور جہاں کیتھولک مذہب ملک کے قانون کا ایک لازمی حصہ ہے، انہیں دیگر جرائم کی طرح سزا دی جاتی ہے۔'...

"کیتھولک چرچ کا ہر کارڈینل، آرچ بشپ اور بشپ پوپ سے وفاداری کا حلف اٹھاتا ہے، جس میں درج ذیل الفاظ آتے ہیں: 'بدعتیوں، شقاقیوں اور ہمارے مذکورہ آقا (پوپ)، یا ان کے مذکورہ جانشینوں کے باغیوں کو میں اپنی انتہائی استطاعت کے مطابق ایذا پہنچاؤں گا اور ان کی مخالفت کروں گا۔' - Josiah Strong, Our Country, باب 5, پیراگراف 2-4."

یہ سچ ہے کہ رومن کیتھولک برادری میں بھی حقیقی مسیحی موجود ہیں۔ اس کلیسا میں ہزاروں لوگ جتنی روشنی انہیں میسر ہے، اسی کے مطابق خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ انہیں اُس کے کلام تک رسائی کی اجازت نہیں، اس لیے وہ سچائی کو پہچان نہیں پاتے۔ انہوں نے کبھی دل کی زندہ عبادت اور محض ظاہری صورتوں اور رسومات کے چکر کے درمیان فرق نہیں دیکھا۔ خدا ان جانوں پر شفقت آمیز ترس کی نظر رکھتا ہے، اگرچہ وہ ایک ایسے ایمان میں تعلیم پائے ہوئے ہیں جو فریب دہ اور غیر تسلی بخش ہے۔ وہ روشنی کی کرنوں کو اس گھنے اندھیرے کو چیرتے ہوئے ان تک پہنچا دے گا جو انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ان پر سچائی، جیسی کہ یسوع میں ہے، ظاہر کرے گا، اور بہت سے لوگ بالآخر اس کی قوم کے ساتھ اپنا مقام اختیار کریں گے۔

لیکن رومی کلیسا کا نظام آج بھی انجیل مسیح کے ساتھ اتنا ہی ناموافق ہے جتنا اس کی تاریخ کے کسی بھی سابقہ دور میں تھا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیائیں سخت تاریکی میں ہیں، ورنہ وہ زمانے کی نشانیاں پہچان لیتیں۔ رومی کلیسا اپنی تدابیر اور طریقہ کار میں دور رس ہے۔ وہ اپنے اثر و رسوخ کو پھیلانے اور اپنی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے استعمال کر رہی ہے، تاکہ ایک سخت اور فیصلہ کن کشمکش کی تیاری کرے، دنیا پر دوبارہ کنٹرول حاصل کرے، ایذا رسانی کو پھر قائم کرے، اور وہ سب کچھ الٹ دے جو پروٹسٹنٹ مذہب نے کیا ہے۔ کیتھولکیت ہر طرف قدم جما رہی ہے۔ پروٹسٹنٹ ممالک میں اس کی کلیسیاؤں اور عبادت گاہوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھو۔ امریکہ میں اس کے کالجوں اور مدرسوں کی مقبولیت دیکھو، جنہیں پروٹسٹنٹ بڑی کثرت

سے سرپرستی دیتے ہیں۔ انگلستان میں رسوم پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھو اور بار بار لوگوں کا کیتھولکوں کی صفوں میں شامل ہو جانا۔ یہ چیزیں ان سب کی تشویش کو جگا دینی چاہئیں جو انجیل کے پاک اصولوں کو عزیز رکھتے ہیں۔

پروٹسٹنٹوں نے پاپائیت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ہے اور اس کی سرپرستی بھی کی ہے؛ انہوں نے ایسے سمجھوتے کیے ہیں اور ایسی رعایتیں دی ہیں جنہیں دیکھ کر خود پوپ کے پیروکار حیران رہ جاتے ہیں اور سمجھنے سے قاصر ہیں۔ لوگ رومن کیتھولک مذہب کی حقیقی نوعیت اور اس کی بالادستی سے لاحق خطرات پر آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ عوام کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ شہری اور مذہبی آزادی کے اس نہایت خطرناک دشمن کی پیش قدمیوں کا مقابلہ کریں۔

بہت سے پروٹسٹنٹ یہ سمجھتے ہیں کہ کیتھولک مذہب غیر پرکشش ہے اور اس کی عبادت رسومات کا ایک پھیکا، بے معنی سلسلہ ہے۔ یہاں وہ غلطی پر ہیں۔ اگرچہ رومیت فریب پر مبنی ہے، لیکن یہ کوئی کھردری یا بھونڈی جعل سازی نہیں ہے۔ رومی کلیسا کی مذہبی عبادت نہایت پراثر مراسم پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کی شان و شوکت اور پروقار رسوم عوام کے حواس کو مسحور کر دیتی ہیں اور عقل و ضمیر کی آواز کو خاموش کر دیتی ہیں۔ آنکھیں مسحور ہو جاتی ہیں۔ شاندار گرجے، پر رعب جلوس، سنہری قربان گاہیں، جواہرات سے مزین مزارات، منتخب تصویریں اور نہایت نفیس مجسمہ سازی حسن و جمال کے ذوق کو لبھاتی ہیں۔ کان بھی مسحور ہو جاتے ہیں۔ موسیقی بے مثال ہے۔ گہرے سروں والے آرگن کی بھرپور تانیں، جب کئی آوازوں کی نغمگی کے ساتھ مل کر اس کے شاندار گرجا گھروں کے بلند گنبدوں اور ستونوں والی راہداریوں میں ابھرتی اور گونجتی ہیں، تو ذہن پر ہیبت اور عقیدت کا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتیں۔

یہ بیرونی شان و شوکت، طمطراق اور تشریفات، جو گناہ زدہ روح کی آرزوؤں کا فقط مذاق اڑاتے ہیں، باطنی بگاڑ کی علامت ہے۔ دین مسیح کو اپنی قدر منوانے کے لیے ایسی دلکشیوں کی حاجت نہیں۔ صلیب سے پھوٹتی روشنی میں حقیقی مسیحیت اس قدر پاکیزہ اور دلآویز دکھائی دیتی ہے کہ کوئی بیرونی آرائش اس کی حقیقی قدر میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ یہ تقدس کی زیبائی ہے، ایک فروتن اور پرسکون روح، جو خدا کے نزدیک قدر رکھتی ہے۔

انداز بیان کی چمک دمک لازماً خالص اور بلند فکر کی علامت نہیں ہوتی۔ فن کے بلند تصورات اور ذوق کی لطیف نفاست اکثر ایسے اذہان میں بھی پائی جاتی ہیں جو دنیاوی اور نفسانی ہوتے ہیں۔ شیطان اکثر انہی کو اس لیے بروئے کار لاتا ہے کہ انسان روح کی ضروریات کو بھول جائیں، مستقبل کی ابدی زندگی سے نگاہ ہٹا دیں، اپنے لامحدود مددگار سے منہ موڑ لیں، اور صرف اسی دنیا کے لیے جنیں۔

ظواہر پر مبنی مذہب غیر تبدیل شدہ دل کو دلکش معلوم ہوتا ہے۔ کیتھولک عبادت کی شان و شوکت اور رسومات میں ایک دل فریب، سحر انگیز قوت ہے جس کے باعث بہت سے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں؛ اور وہ رومی کلیسیا کو عین آسمان کا دروازہ سمجھنے لگتے ہیں۔ اس کے اثر سے محفوظ صرف وہی رہتے ہیں جنہوں نے اپنے قدم حق کی بنیاد پر مضبوطی سے جما رکھے ہیں اور جن کے دل روح خدا سے نئے کیے گئے ہیں۔ جنہوں نے مسیح کی تجرباتی معرفت نہیں پائی ان میں سے ہزاروں دینداری کی صورتیں قوت کے بغیر قبول کرنے پر آمادہ کر دیے جائیں گے۔ ایسا مذہب وہی ہے جس کی اکثر لوگ خواہش رکھتے ہیں۔

کلیسا کے حق معافی کے دعوے سے رومن کیتھولک کو گناہ کرنے میں آزادی محسوس ہوتی ہے؛ اور اعتراف کی وہ رسم، جس کے بغیر اس کی طرف سے معافی نہیں دی جاتی، بدی کو اجازت دینے کا باعث بھی بنتی ہے۔ جو گئے ہوئے انسان کے سامنے گھٹنے ٹیکتا ہے اور اعتراف میں اپنے دل کے پوشیدہ خیالات اور تصورات کھول کر رکھ دیتا ہے، وہ اپنی مردانگی کو پست کرتا ہے اور اپنی روح کے ہر شریف جذبے کو ذلیل کرتا ہے۔ جب وہ اپنی زندگی کے گناہوں کو ایک پادری—ایک خطاکار، گناہ آلود

فانی، اور اکثر شراب اورے راہ روی سے آلودہ—کے سامنے کھولتا ہے، تو اس کے کردار کا معیار گھٹ جاتا ہے اور نتیجتاً وہ آلودہ ہو جاتا ہے۔ خدا کے بارے میں اس کا تصور گرے ہوئی انسانیت کی مانند پست ہو جاتا ہے، کیونکہ پادری خدا کے نمائندہ کے طور پر کھڑا ہوتا ہے۔ انسان کا انسان کے سامنے یہ پست کرنے والا اعتراف وہ خفیہ چشمہ ہے جس سے بہت سا وہ شر بہ نکلا ہے جو دنیا کو آلودہ کر رہا ہے اور اسے آخری ہلاکت کے لیے تیار کر رہا ہے۔ پھر بھی جو شخص نفس پرستی سے محبت رکھتا ہے، اس کے لیے خدا کے حضور جان کھولنے سے زیادہ کسی ہم مثل فانی انسان کے سامنے اعتراف کرنا پسندیدہ ہوتا ہے۔ انسانی فطرت کے لیے گناہ ترک کرنے کی نسبت کفارہ ادا کرنا زیادہ خوش آئند لگتا ہے؛ ٹاٹ، بچھو بوٹی اور گھائل کرنے والی زنجیروں کے ذریعے جسم کو اذیت دینا نفسانی خواہشات کو مصلوب کرنے سے آسان ہے۔ وہ جو بہت بھاری ہے جسے نفسانی دل مسیح کے جوئے کے آگے جھکنے کی بجائے اٹھانے کو تیار ہوتا ہے۔

کلیسائے روم اور مسیح کی پہلی آمد کے زمانے میں یہودی کلیسیا کے درمیان ایک نمایاں مشابہت پائی جاتی ہے۔ جب یہودی پوشیدہ طور پر خدا کی شریعت کے ہر اصول کو پاؤں تلے روندتے تھے، تو ظاہری طور پر اس کے احکام کی پابندی میں نہایت سخت گیر تھے، اور اس پر ایسی جبری شرائط اور روایات کا بوجھ لاد دیتے تھے جنہوں نے اطاعت کو تکلیف دہ اور گرانبار بنا دیا تھا۔ جیسے یہودی شریعت کی تعظیم کا دعویٰ کرتے تھے، اسی طرح رومی کلیسیا کے پیروکار صلیب کی تعظیم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ مسیح کے مصائب کی علامت کو بلند کرتے ہیں، مگر اپنی زندگیوں میں اس مسیح کا انکار کرتے ہیں جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔

پاپائی اپنے گرجا گھروں پر، اپنی قربان گاہوں پر اور اپنے لباس پر صلیبیں لگاتے ہیں۔ ہر جگہ صلیب کا نشان نظر آتا ہے۔ ہر جگہ اسے ظاہری طور پر عزت دی جاتی اور سر بلند کیا جاتا ہے۔ لیکن مسیح کی تعلیمات نے معنی روایات، غلط تعبیرات اور سخت مطالبات کے انبار تلے دفن ہیں۔ نجات دہندہ کے وہ کلمات جو تنگ نظر یہودیوں کے بارے میں تھے، رومن کیتھولک کلیسیا کے پیشواؤں پر اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ صادق آتے ہیں: 'وہ بھاری اور اٹھانے میں مشکل بوجھ باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں؛ لیکن خود اپنی ایک انگلی سے بھی انہیں ہلانے کو تیار نہیں۔' متی 23:4۔ ضمیر دار نفوس ایک ناراض خدا کے غضب کے خوف سے مسلسل دہشت میں رکھے جاتے ہیں، جب کہ کلیسیا کے بہت سے عہدیدار عیش و عشرت اور نفسانی لذتوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔

تصاویر اور تبرکات کی پرستش، اولیا کو پکارنا، اور پوپ کی تعظیم، یہ سب شیطان کی چالیں ہیں جن کے ذریعے وہ لوگوں کے ذہنوں کو خدا اور اس کے بیٹے سے ہٹا دیتا ہے۔ ان کی تباہی کو پورا کرنے کے لیے وہ کوشش کرتا ہے کہ ان کی توجہ اس سے ہٹا دے جس کے وسیلے ہی سے وہ نجات پا سکتے ہیں۔ وہ انہیں کسی بھی ایسی چیز کی طرف موڑ دے گا جو اس کی جگہ آسکے جس نے کہا: "اے سب محنت کرنے والو اور بوجھ سے دیے ہوئے لوگو، میرے پاس آؤ، میں تمہیں آرام دوں گا۔" متی 11:28۔

شیطان کی مسلسل کوشش یہ ہے کہ وہ خدا کے کردار، گناہ کی ماہیت، اور عظیم کشمکش میں درپیش حقیقی مسائل کو مسخ کر دے۔ اس کی مغالطہ آرائی الہی شریعت کی پابندی کے احساس کو کم کرتی ہے اور لوگوں کو گناہ کرنے کا جواز دیتی ہے۔ اسی کے ساتھ وہ ان کے دلوں میں خدا کے متعلق باطل تصورات پرورش دیتا ہے تاکہ وہ اسے محبت کے بجائے خوف اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس کے اپنے مزاج میں موجود سفاکی کو خالق سے منسوب کر دیا جاتا ہے؛ اسے مذہبی نظاموں میں مجسم کیا جاتا ہے اور طریقہ عبادت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ یوں انسانوں کے اذہان پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور شیطان انہیں خدا کے خلاف جنگ کے لیے اپنے کارندے بنا لیتا ہے۔ الہی صفات کے بگڑے ہوئے تصورات کے ذریعے بت پرست اقوام کو یہ باور کرایا گیا کہ معبود کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے انسانی قربانیاں ضروری ہیں؛ اور بت پرستی کی گوناگوں صورتوں میں ہولناک مظالم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

رومن کیتھولک چرچ نے، بت پرستی اور مسیحیت کی صورتوں کو یکجا کرتے ہوئے اور بت پرستی کی طرح خدا کے مزاج و صفات کی غلط نمائندگی کرتے ہوئے، اتنے ہی ظالمانہ اور نفرت انگیز طریقوں کا سہارا لیا ہے۔ روم کی بالادستی کے زمانے میں اس کے عقائد کی تائید پر مجبور کرنے کے لیے اذیت کے آلات موجود تھے۔ جو اس کے دعوؤں کے آگے نہ جھکتے تھے ان کے لیے داؤ پر جلائے جانے کی سزا تھی۔ ایسے پیمانے پر قتل عام ہوئے جن کی حقیقت روزِ عدالت کے انکشاف تک کبھی معلوم نہ ہو سکے گی۔ کلیسا کے بڑوں نے، اپنے آقا شیطان کی سرپرستی میں، ایسے طریقے ایجاد کیے کہ زیادہ سے زیادہ ممکنہ اذیت دی جا سکے مگر مظلوم کی جان نہ نکلے۔ بہت سے معاملات میں یہ جہنمی عمل انسانی برداشت کی آخری حد تک بار بار دہرایا گیا، یہاں تک کہ طبیعت ہار مان گئی، اور مصیبت زدہ نے موت کو ایک شیریں رہائی سمجھ کر خوش آمدید کہا۔

روم کے مخالفین کا یہی انجام تھا۔ اور اپنے حامیوں پر اس نے تادیب کے طور پر کوڑے، جان لیوا بھوک، اور جسمانی ریاضتوں کی ہر قابل تصور، دل دہلا دینے والی صورتیں مسلط کیں۔ آسمانی رضا حاصل کرنے کے لیے، تائبین نے فطرت کے قوانین توڑ کر خود خدا کے قوانین کی پامالی کی۔ انہیں یہ سکھایا گیا کہ وہ ان رشتوں ناتوں کو توڑ ڈالیں جنہیں اس نے انسان کے دنیاوی قیام کو برکت اور شادمانی عطا کرنے کے لیے باندھا ہے۔ کلیسا کے قبرستان میں ایسے لاکھوں مظلوم مدفون ہیں جنہوں نے اپنی فطری محبتوں کو دبانے، اور اپنے ہم نوعوں کے ساتھ ہمدردی کے ہر خیال اور جذبے کو—اسے خدا کے نزدیک ناگوار سمجھ کر—کچل دینے کی بے سود کوششوں میں اپنی عمریں کھپا دیں۔

اگر ہم شیطان کی مصمم سفاکی کو سمجھنا چاہیں، جو سیکڑوں برسوں تک ظاہر رہی، تو ان لوگوں میں نہیں جنہوں نے کبھی خدا کے بارے میں سنا ہی نہیں، بلکہ عالم مسیحیت کے عین قلب میں اور اس کی پوری وسعت میں، ہمیں صرف رومن کیتھولک مذہب کی تاریخ پر نظر ڈالنی ہے۔ فریب کے اس دیوبیکل نظام کے ذریعے بدی کا شہزادہ خدا کی بے حرمتی اور انسان کی بدبختی کو جنم دینے کے اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح بھیس میں چھپا کر کلیسیا کے رہنماؤں کے ذریعے اپنا کام انجام دیتا ہے، تو ہم بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اسے پاک کلام سے اتنی شدید عداوت کیوں ہے۔ اگر اُس کتاب کو پڑھا جائے تو خدا کی رحمت اور محبت ظاہر ہو جائے گی؛ یہ نظر آئے گا کہ وہ انسانوں پر ان بھاری بوجھوں میں سے کوئی نہیں ڈالتا۔ وہ جو کچھ مانگتا ہے وہ صرف ایک شکستہ اور پشیمان دل، ایک فروتن، فرماں بردار روح ہے۔

مسیح نے اپنی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لیے یہ نمونہ نہیں دیا کہ وہ آسمان کے لیے تیار ہونے کی خاطر راہب خانوں میں خود کو بند کر لیں۔ اس نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی کہ محبت اور ہمدردی کو دبایا جائے۔ نجات دہندہ کا دل محبت سے لبریز تھا۔ جتنا انسان اخلاقی کمال کے قریب آتا ہے، اس کی حساسیت اتنی ہی بڑھ جاتی ہے، گناہ کی پہچان اتنی ہی باریک بین ہو جاتی ہے، اور مصیبت زدگان کے لیے اس کی ہمدردی اتنی ہی گہری ہو جاتی ہے۔ پوپ اپنے آپ کو مسیح کا نائب کہتا ہے؛ لیکن اس کے کردار کا ہمارے نجات دہندہ کے کردار سے کیا موازنہ ہے؟ کیا کبھی یہ سنا گیا کہ مسیح نے لوگوں کو قید یا شکنجے کے حوالے کر دیا ہو اس لیے کہ انہوں نے اسے آسمان کے بادشاہ کی حیثیت سے تعظیم بجا نہ لائی؟ کیا اس کی آواز کبھی ان کو موت کی سزا سناتے ہوئے سنائی دی جو اسے قبول نہ کرتے تھے؟ جب ایک سامری گاؤں کے لوگوں نے اسے ٹھکرایا تو رسول یوحنا غصے سے بھر گیا اور اس نے پوچھا: 'اے خداوند، کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو اور انہیں بھسم کر دے، جیسے ایلیاہ نے کیا؟' یسوع نے اپنے شاگرد پر ترس کھایا اور اس کی سخت روح کو ملامت کی، کہتے ہوئے: 'ابن آدم اس لیے نہیں آیا کہ آدمیوں کی جانیں ہلاک کرے بلکہ اس لیے کہ انہیں بچائے۔' لوقا 9:54، 56۔ مسیح کی ظاہر کردہ روح سے اس کے دعوے دار نائب کی روح کتنی مختلف ہے!

رومی کلیسیا اب دنیا کے سامنے خوشنما چہرہ پیش کرتی ہے، اور اپنے ہولناک ظلم و ستم کے ریکارڈ کو معذرتوں سے ڈھانپتی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو مسیح کی سی پوشاک پہنا لی ہے؛ لیکن وہ بدلی نہیں ہے۔ پاپائیت کے وہ تمام اصول جو گزرے زمانوں میں موجود تھے، آج بھی موجود ہیں۔ تاریخ ترین ادوار میں گھڑی گئی تعلیمات آج بھی برقرار ہیں۔ کوئی خود کو دھوکا نہ دے۔ جس پاپائیت کو پروٹسٹنٹ آج عزت دینے کے لیے اس قدر آمادہ ہیں، وہ وہی ہے جس نے اصلاح مذہب کے زمانے میں دنیا پر حکمرانی کی تھی، جب خدا کے بندے اپنی جانوں کا خطرہ مول لے کر کھڑے ہوئے تاکہ اس کی بد اعمالیوں کو بے نقاب کریں۔ اس کے اندر وہی غرور اور متکبرانہ دعویٰ موجود ہیں جنہوں نے بادشاہوں اور شہزادوں پر حاکمانہ برتری جتائی، اور خدا کے اختیارات کا دعویٰ کیا۔ اس کا مزاج اب بھی اتنا ہی سفاک اور جابرانہ ہے جتنا اُس وقت تھا جب اس نے انسانی آزادی کو کچل ڈالا اور خدا تعالیٰ کے مقدسین کو قتل کیا۔

پاپائیت بالکل وہی ہے جس کی پیشگوئی نے اعلان کیا تھا کہ وہ ہوگی، آخری زمانوں کا ارتداد۔ 2 تھسلنیکوں 2:3، 4۔ یہ اس کی حکمت عملی کا حصہ ہے کہ وہ وہی کردار اختیار کرے جو اس کے مقصد کی تکمیل کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو؛ لیکن گرگٹ کی بدلتی ہوئی صورت کے پردے کے نیچے وہ سانپ کے ناقابل تغیر زہر کو چھپائے رکھتی ہے۔ 'بدعتیوں کے ساتھ، اور ان اشخاص کے ساتھ جن پر بدعت کا شبہ ہو، عہد کی پاسداری نہیں کی جانی چاہیے' (Lenfant، جلد 1، صفحہ 516)، وہ اعلان کرتی ہے۔ کیا یہ قوت، جس کا ہزار برس کا ریکارڈ مقدسین کے خون سے لکھا گیا ہے، اب مسیح کی کلیسیا کا حصہ تسلیم کی جائے؟

یہ بات ہے وجہ نہیں کہ پروٹسٹنٹ ممالک میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے کہ کیتھولکیت اب سابقہ زمانے کی نسبت پروٹسٹنٹ ازم سے کم مختلف ہے۔ تبدیلی ضرور آئی ہے؛ لیکن یہ تبدیلی پاپائیت میں نہیں آئی۔ درحقیقت کیتھولکیت اب موجودہ پروٹسٹنٹ ازم کے بڑے حصے سے مشابہ ہے، کیونکہ مصلحین کے دور کے بعد سے پروٹسٹنٹ ازم بہت زیادہ زوال پذیر ہو چکا ہے۔

چونکہ پروٹسٹنٹ کلیسائیں دنیا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں رہی ہیں، جھوٹی خیرخواہی نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں دیکھتے کہ ہر برائی کے بارے میں اچھا گمان کرنا ہی درست ہے، اور ناگزیر نتیجے کے طور پر آخر کار وہ ہر بھلائی کو برائی سمجھنے لگیں گے۔ اس ایمان کے دفاع میں کھڑے ہونے کے بجائے جو ایک بار مقدسوں کو سپرد کیا گیا تھا، وہ اب، گویا، روم سے اس کے بارے میں اپنی غیر خیرخواہانہ رائے پر معذرت کر رہے ہیں اور اپنی تنگ نظری پر معافی مانگ رہے ہیں۔

ایک بڑا طبقہ، حتیٰ کہ وہ بھی جو رومن ازم کو پسند کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اس کی طاقت اور اثر و رسوخ سے بہت کم خطرہ محسوس کرتا ہے۔ بہت سے لوگ اصرار کرتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں رائج علمی اور اخلاقی تاریکی نے اس کے عقائد، خرافات اور جبر کے پھیلاؤ کو تقویت دی، اور یہ کہ جدید زمانے کی زیادہ ذہانت، علم کا عام پھیلاؤ، اور مذہبی معاملات میں بڑھتی ہوئی رواداری عدم برداشت اور استبداد کے احیا کی راہ میں ممانع ہے۔ یہ خیال ہی کہ ایسے حالات اس منور دور میں موجود ہوں گے، مذاق اڑایا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عظیم روشنی — علمی، اخلاقی اور مذہبی — اس نسل پر تاباں ہے۔ خدا کے مقدس کلام کے کھلے صفحات سے آسمانی روشنی دنیا پر نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جتنی زیادہ روشنی عطا کی جاتی ہے، اتنا ہی گہرا اندھیرا ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اسے مسخ کرتے اور رد کر دیتے ہیں۔

بائبل کے دعائیہ مطالعے سے پروٹسٹنٹوں پر پاپائیت کا حقیقی کردار ظاہر ہو جاتا اور وہ اس سے نفرت کرتے اور اس سے اجتناب کرتے؛ لیکن بہت سے لوگ اپنی ہی دانائی کے زعم میں ایسے مبتلا ہیں کہ وہ خدا کو عاجزی سے تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تاکہ انہیں سچائی کی طرف رہنمائی ملے۔ اپنی روشن خیالی پر فخر کرنے کے باوجود وہ نہ صحیفوں سے واقف ہیں اور نہ خدا کی قدرت سے۔ اپنے ضمیروں کو تسکین دینے کے لیے انہیں کسی نہ کسی ذریعے کی ضرورت ہوتی

ہے، اور وہ ایسی چیز ڈھونڈتے ہیں جو سب سے کم روحانی اور ذلت آمیز ہو۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ خدا کو بھلا دینے کا ایسا طریقہ ہو جسے خدا کو یاد رکھنے کے طریقے کے طور پر سمجھا جائے۔ پاپائیت ان سب کی ضروریات پوری کرنے کے لیے نہایت موزوں ہے۔ یہ انسانیت کے دو طبقوں کے لیے تیار ہے، جو تقریباً پوری دنیا کو محیط ہیں—وہ جو اپنے اعمال کے سبب نجات پانا چاہتے ہیں، اور وہ جو اپنے گناہوں میں ہی نجات پانا چاہتے ہیں۔ یہی اس کی قوت کا راز ہے۔

عظیم فکری تاریکی کا ایک دن پاپائیت کی کامیابی کے لیے سازگار ثابت ہوا ہے۔ ابھی یہ بھی ثابت ہو کر رہے گا کہ عظیم فکری روشنی کا دن بھی اس کی کامیابی کے لیے یکساں طور پر سازگار ثابت ہوگا۔ گزشتہ ادوار میں، جب لوگ خدا کے کلام اور سچائی کے علم سے محروم تھے، ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی، اور ہزاروں جال میں پھنس گئے، کیونکہ انہیں اپنے قدموں کے لیے بچھایا ہوا جال نظر نہ آیا۔ اس نسل میں بہت سے ایسے ہیں جن کی آنکھیں انسانی قیاسات کی چمک دمک—نام نہاد 'سائنس'—سے چکاچوند ہو جاتی ہیں؛ وہ جال کو پہچانتے نہیں، اور اس میں اسی آسانی سے جا داخل ہوتے ہیں جیسے گویا ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہو۔ خدا نے یہ منظور کیا تھا کہ انسان کی ذہنی قوتوں کو اس کے خالق کی عطا سمجھا جائے اور انہیں حق اور راستبازی کی خدمت میں لگایا جائے؛ لیکن جب تکبر اور حرص جاہ کو پروان چڑھایا جائے، اور لوگ اپنے نظریات کی کلام خدا سے بلند تر رکھیں، تب ذہانت جہالت سے بڑھ کر نقصان پہنچا سکتی ہے۔ پس موجودہ زمانے کی جھوٹی سائنس، جو بائبل پر ایمان کو متزلزل کرتی ہے، پاپائیت کی قبولیت کے لیے—اس کی دلکش صورتوں سمیت—راستہ ہموار کرنے میں اتنی ہی کامیاب ثابت ہوگی جتنی کہ عہد تاریکی میں علم کی روک تھام اس کی توسیع اقتدار کی راہ کھولنے میں ہوئی تھی۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اس وقت جو تحریکیں کلیسیا کے اداروں اور رسوم و رواج کے لیے ریاست کی حمایت حاصل کرنے کے لیے جاری ہیں، ان میں پروٹسٹنٹ پاپسٹوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، وہ پاپائیت کے لیے یہ دروازہ کھول رہے ہیں کہ وہ پروٹسٹنٹ امریکہ میں وہ بالادستی دوبارہ حاصل کر لے جو وہ قدیم دنیا میں کھو چکی ہے۔ اور اس تحریک کی معنویت بڑھانے والی بات یہ ہے کہ اس کا اصل مقصد اتوار کی پاسداری کا نفاذ ہے—ایک رواج جس کی ابتدا روم سے ہوئی، اور جسے وہ اپنی اختیار کی علامت قرار دیتی ہے۔ یہ پاپائیت کی روح ہے—دنیاوی رواجوں سے ہم آہنگی اختیار کرنے کی روح، اور خدا کے احکام پر انسانی روایتوں کی تعظیم کو فوقیت دینے کی روح—جو پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں سرایت کر رہی ہے اور انہیں اتوار کی تعظیم و سربلندی کے اسی کام پر لگا رہی ہے جو پاپائیت ان سے پہلے کر چکی ہے۔

اگر قاری عنقریب آئے والے معرکے میں بروئے کار آنے والے وسائل کو سمجھنا چاہتا ہے، تو اسے بس ان وسائل کا ریکارڈ کھنگالنا ہوگا جنہیں روم نے سابقہ ادوار میں اسی مقصد کے لیے اختیار کیا تھا۔ اگر وہ جاننا چاہے کہ پاپائیت کے ماننے والے اور پروٹسٹنٹ متحد ہو کر ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے جو ان کے عقائد کو رد کرتے ہیں، تو وہ اس روح کو دیکھ لے جس کا روم نے روز سبت اور اس کے مدافعین کے ساتھ مظاہرہ کیا تھا۔

شاہی فرامین، عالمگیر کلیسائی کونسلیں، اور کلیسائی ضوابط، جنہیں دنیوی طاقت کی پشت پناہی حاصل تھی، وہ مراحل تھے جن کے ذریعے بت پرستانہ تہوار نے مسیحی دنیا میں اعزاز کا مقام حاصل کیا۔ اتوار کی پابندی نافذ کرنے کی پہلی عوامی تدبیر قسطنطین کا نافذ کردہ قانون تھا۔ (321ء) اس فرمان میں اہل شہر کو "سورج کے قابل تعظیم دن" پر آرام کرنے کا پابند کیا گیا، لیکن اہل دیہات کو اپنے زرعی مشاغل جاری رکھنے کی اجازت دی گئی۔ اگرچہ یہ عملاً ایک بت پرستانہ قانون تھا، پھر بھی شہنشاہ نے مسیحیت کو بظاہر قبول کرنے کے بعد اس پر عمل درآمد کرایا۔

چونکہ شاہی فرمان الہی اختیار کا کافی متبادل ثابت نہ ہو سکا، یوسیبیوس—ایک اسقف جو شہزادوں کی خوشنودی کا طلبگار تھا اور قسطنطین کا خاص دوست اور خوشامدی تھا—نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ مسیح نے سبت کو اتوار پر منتقل کر دیا تھا۔ اس نئے عقیدے کے ثبوت میں

صحائف کی ایک بھی شہادت پیش نہ کی گئی۔ خود یوسیبیوس نے نادانستہ طور پر اس کی غلطی کا اعتراف کیا اور تبدیلی کے حقیقی مصنفین کی نشان دہی کی۔ "وہ تمام چیزیں،" وہ کہتا ہے، "جنہیں سبت کے دن انجام دینا فرض تھا، ہم نے انہیں خداوند کے دن منتقل کر دیا ہے۔" - رابرٹ کاکس، "سبت کے قوانین اور سبت کی ذمہ داریاں"، صفحہ 538۔ مگر اتوار کے حق میں پیش کیا گیا استدلال، باوجود اس کے کہ بے بنیاد تھا، لوگوں کو خداوند کے سبت کو پامال کرنے میں دلیر بنانے کا سبب بنا۔ جو کوئی دنیا سے عزت پانے کا خواہاں تھا، اس نے اس مقبول تہوار کو قبول کر لیا۔

جب پاپائیت پوری طرح قائم ہو گئی، تو اتوار کی تعظیم کو بڑھانے کا کام جاری رہا۔ کچھ عرصے تک لوگ جب کلیسا میں حاضر نہ ہوتے تو زرعی مشقت میں مصروف رہتے تھے، اور ساتواں دن اب بھی سبت سمجھا جاتا تھا۔ مگر بتدریج ایک تبدیلی عمل میں آئی۔ مقدس منصب پر فائز لوگوں کو اتوار کے روز کسی بھی دیوانی تنازع میں فیصلہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد، ہر طبقے کے تمام اشخاص کو عام محنت مزدوری سے باز رہنے کا حکم دیا گیا؛ آزاد لوگوں کے لیے جرمانہ اور خادموں کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی۔ بعد میں یہ قرار دیا گیا کہ دولت مندوں کو اپنی جائیداد کے نصف سے محروم کر کے سزا دی جائے؛ اور آخر کار یہ کہ اگر وہ پھر بھی ہٹ دھرمی کریں تو انہیں غلام بنا دیا جائے۔ نچلے طبقات پر دائمی جلاوطنی مسلط کی گئی۔

معجزات کا بھی سہارا لیا گیا۔ دیگر عجائبات میں یہ بھی روایت ہے کہ ایک کسان جو اتوار کے روز اپنے کھیت میں ہل چلانے والا تھا، جب اس نے لوہے کے ٹکڑے سے اپنا ہل صاف کیا تو وہ لوہا اس کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اور دو برس تک وہ اسے اپنے ساتھ لیے پھرتا رہا، جس سے اسے نہایت شدید درد اور شرمندگی اٹھانی پڑی۔ — فرانسس ویسٹ، یوم خداوند پر تاریخی اور عملی بحث، صفحہ 174۔

بعد میں پوپ نے ہدایت کی کہ پیرش کا پادری اتوار کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہ کرے اور انہیں کہے کہ وہ کلیسا جائیں اور اپنی دعائیں ادا کریں، ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے اوپر اور اپنے ہمسایوں پر کوئی بڑی آفت لے آئیں۔ ایک کلیسائی کونسل نے یہ دلیل پیش کی—جو بہت وسیع طور پر برتی گئی، حتیٰ کہ پروٹسٹنٹوں کی طرف سے بھی—کہ چونکہ لوگ اتوار کے دن محنت کرتے ہوئے آسمانی بجلی گرنے سے ہلاک ہوئے، لہذا یہ ضرور سبت ہے۔ 'یہ ظاہر ہے،' اعلیٰ مذہبی پیشواؤں نے کہا، 'کہ اس دن کی غفلت پر خدا کی ناراضی کس قدر شدید تھی۔' پھر یہ اپیل کی گئی کہ پادری اور واعظ، بادشاہ اور شہزادے، اور تمام ایماندار لوگ 'اپنی پوری کوشش اور احتیاط کریں کہ اس دن کی حرمت بحال ہو، اور مسیحیت کی نیک نامی کی خاطر آئندہ اسے زیادہ عقیدت کے ساتھ منایا جائے۔' — تھامس مورر، خداوند کے دن کے نام، مفہوم اور پاسداری پر چھ مکالمات پر مشتمل مباحثہ، صفحہ 271۔

جب کونسلوں کے فرامین ناکافی ثابت ہوئے، تو دنیوی حکام سے درخواست کی گئی کہ وہ ایسا فرمان جاری کریں جو لوگوں کے دلوں میں دہشت طاری کر دے اور انہیں اتوار کے دن کام سے باز رہنے پر مجبور کرے۔ روم میں منعقد ایک سینوڈ میں تمام سابقہ فیصلوں کی زیادہ قوت اور سنجیدگی کے ساتھ توثیق کی گئی۔ انہیں کلیسائی قانون میں بھی شامل کر لیا گیا اور تقریباً تمام مسیحی دنیا میں سول حکام کے ذریعے نافذ کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو: Heylyn, History of the Sabbath, pt. 2, ch. 5, sec. 7)

پھر بھی اتوار کی پابندی کے لیے کتاب مقدس کی سند کی عدم موجودگی نے خاصی دقت پیدا کی۔ لوگوں نے اپنے معلموں کے اس حق پر سوال اٹھایا کہ وہ سورج کے دن کی تعظیم کی خاطر یہوہ کے صریح اعلان 'ہفتم دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے' کو ایک طرف رکھ دیں۔ بائبل کی شہادت کی کمی پوری کرنے کے لیے دیگر تدابیر ضروری ٹھہریں۔ اتوار کا ایک پرجوش حامی، جو بارہویں صدی کے اختتام کے قریب انگلستان کی کلیسیاؤں کا دورہ کرنے آیا، سچائی کے وفادار گواہوں کی طرف سے مزاحمت سے دوچار ہوا؛ اور اس کی کوششیں اس قدرے ثمر رہیں کہ وہ

کچھ عرصے کے لیے ملک سے رخصت ہو گیا اور اپنی تعلیمات کو نافذ کرنے کے کوئی ذرائع تلاش کرنے لگا۔ جب وہ واپس آیا تو یہ کمی پوری کی جا چکی تھی، اور بعد کی محنتوں میں اسے کہیں زیادہ کامیابی ملی۔ وہ اپنے ساتھ ایک طومار لایا جو بظاہر خود خدا کی طرف سے بتایا گیا تھا، جس میں اتوار کی پابندی کا مطلوبہ حکم درج تھا، اور نافرمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لیے ہولناک دھمکیاں بھی شامل تھیں۔ اس قیمتی دستاویز—جو اتنی ہی پست جعل تھی جتنی کہ اس ادارے کی تائید کرتی تھی—کے بارے میں کہا گیا کہ وہ آسمان سے گری اور یروشلیم میں گلگتھا پر، سینٹ سمعان کے مذبح پر پائی گئی۔ لیکن حقیقت میں اس کا ماخذ روم کا پاپائی محل تھا جہاں سے وہ نکلی۔ کلیسیا کی قوت اور خوشحالی بڑھانے کے لیے دھوکے اور جعل سازیاں ہر زمانے میں پاپائی مراتب کی نظر میں جائز سمجھی گئی ہیں۔

ایک فرمان نے ہفتہ کی دوپہر نویں گھڑی، یعنی تین بجے، سے لے کر پیر کی صبح طلوع آفتاب تک محنت مزدوری کو ممنوع قرار دیا؛ اور دعویٰ کیا گیا کہ اس کی حیثیت متعدد معجزات سے ثابت ہو چکی ہے۔ بتایا گیا کہ جو لوگ مقررہ وقت کے بعد بھی کام کرتے رہے انہیں فالج نے آلیا۔ ایک چکی بان نے جب اپنا غلہ پیسنے کی کوشش کی تو اس نے آٹے کی بجائے خون کی دھاریں نکلتے دیکھیں، اور پانی کے زور دار بہاؤ کے باوجود چکی کا پہیہ رک گیا۔ ایک عورت نے جو آٹا تنور میں رکھا، جب اسے نکالا تو وہ کچا تھا، حالانکہ تنور بہت گرم تھا۔ ایک اور شخص نے نویں گھڑی پر بیکنگ کے لیے آٹا تیار کر رکھا تھا، مگر اسے پیر تک الگ رکھنے کا ارادہ کیا؛ اگلے دن اس نے دیکھا کہ وہ الہی قدرت سے خود بخود روٹیوں کی شکل میں بن کر پک چکا تھا۔ ایک شخص نے ہفتہ کے دن نویں گھڑی کے بعد جو روٹی پکائی تھی، اسے جب اگلی صبح توڑا تو اس میں سے خون بہہ نکلا۔ اتوار کے حامیوں نے اس کی تقدیس ثابت کرنے کے لیے ایسی لغو اور خرافاتی گھڑنتیں پیش کیں۔ (ملاحظہ ہو: (Roger de Hoveden, Annals, vol. 2, pp. 526-530)

اسکاٹ لینڈ میں، جیسے انگلستان میں، اتوار کے لیے زیادہ احترام اس کے ساتھ قدیم سبت کا ایک حصہ ملا کر حاصل کیا گیا۔ مگر وہ وقت جسے مقدس رکھنا لازم تھا مختلف رہا۔ اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ کے ایک فرمان میں قرار دیا گیا کہ 'ہفتے کے دن دوپہر کے بارہ بجے سے وقت مقدس سمجھا جائے' اور یہ کہ اس وقت سے پیر کی صبح تک کوئی شخص دنیاوی کاروبار میں مشغول نہ ہو۔ - مورر، صفحات 290، 291۔

لیکن اتوار کی تقدیس قائم کرنے کی تمام کوششوں کے باوجود، پوپ کے ماننے والوں نے خود علانیہ سبت کے الہی اختیار اور اس نظام کی انسانی اصل کا اعتراف کیا جس نے سبت کی جگہ لے لی تھی۔ سولہویں صدی میں ایک پاپائی کونسل نے صاف الفاظ میں اعلان کیا: "تمام مسیحی یاد رکھیں کہ ساتواں دن خدا نے مقدس قرار دیا تھا، اور اسے نہ صرف یہودیوں نے بلکہ ان سب نے بھی قبول کیا اور اس پر عمل کیا جو خدا کی عبادت کا دعویٰ کرتے ہیں؛ اگرچہ ہم مسیحیوں نے ان کے سبت کو خداوند کے دن میں تبدیل کر دیا ہے۔" — ایضاً، صفحات 281، 282۔ جو لوگ الہی قانون کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے، وہ اپنے کام کی نوعیت سے بے خبر نہ تھے۔ وہ جان بوجھ کر خود کو خدا سے بالاتر ٹھہرا رہے تھے۔

جو لوگ اُس سے اختلاف کرتے تھے اُن کے بارے میں روم کی پالیسی کی ایک نمایاں مثال والدینسیوں پر طویل اور خونریز مظالم میں نظر آتی ہے، جن میں سے بعض سبت کے پابند تھے۔ اور دوسرے بھی چوتھی وصیت کے ساتھ اپنی وفاداری کے باعث اسی طرح کی اذیتیں سہیں۔ ایتھوپیا اور ایسیینیا کے کلیساؤں کی تاریخ خاص طور پر اہمیت رکھتی ہے۔ قرون وسطیٰ کی تاریکی کے بیچ، وسطیٰ افریقہ کے مسیحی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل اور فراموش ہو گئے، اور کئی صدیوں تک انہوں نے اپنے ایمان پر عمل کرنے کی آزادی سے لطف اٹھایا۔ مگر آخرکار روم کو ان کے وجود کا علم ہو گیا، اور جلد ہی ایسیینیا کے شہنشاہ کو بہلا پھسلا کر یہ اقرار کرایا گیا کہ پوپ نائب مسیح ہے۔ بعد ازاں مزید رعایتیں بھی دی گئیں۔

ایک فرمان جاری کیا گیا جس میں سبت کی پابندی کو سخت ترین سزاؤں کے تحت ممنوع قرار دیا گیا۔ (دیکھیے Michael Geddes, Church History of Ethiopia، صفحات 311، 312)۔ لیکن پاپائی جبر جلد ہی ایسا اذیت ناک جوا بن گیا کہ حبشیوں نے اسے اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کا عزم کر لیا۔ ایک ہولناک جدوجہد کے بعد رومن کیتھولکوں کو ان کی سلطنت سے جلاوطن کر دیا گیا، اور قدیم ایمان بحال ہو گیا۔ کلیسیاؤں نے اپنی آزادی پر خوشی منائی، اور انہوں نے فریب، جنونیت، اور روم کی استبدادی قوت کے بارے میں جو سبق سیکھا تھا اسے کبھی فراموش نہ کیا۔ اپنی تنہا قلمرو کے اندر وہ باقی عالم مسیحیت کے لیے نامعلوم رہنے پر قانع رہے۔

افریقہ کی کلیسیائیں سبت کو اسی طرح مانتی تھیں جیسے پاپائی کلیسیا اپنے مکمل ارتداد سے پہلے مانتی تھی۔ وہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری میں ساتویں دن کی پابندی کرتی تھیں، اور کلیسیا کے رواج کے مطابق اتوار کو کام کاج سے پرہیز کرتی تھیں۔ جب روم نے اعلیٰ ترین اقتدار حاصل کیا تو اپنے دن کو سرفراز کرنے کے لیے اس نے خدا کے سبت کو پامال کر دیا؛ لیکن افریقہ کی کلیسیائیں، جو تقریباً ایک ہزار برس تک پوشیدہ رہیں، اس ارتداد میں شریک نہ ہوئیں۔ جب وہ روم کے تسلط میں لائی گئیں تو انہیں مجبور کیا گیا کہ سچے سبت کو ایک طرف رکھیں اور جھوٹے سبت کو سرفراز کریں؛ لیکن جونہی انہوں نے اپنی آزادی دوبارہ حاصل کی، وہ چوتھے حکم کی اطاعت کی طرف لوٹ آئیں۔

ماضی کے یہ ریکارڈ واضح طور پر سبت حقیقی اور اس کے مدافعین کے خلاف روم کی دشمنی، اور اپنی ایجاد کردہ رسم کی تعظیم کے لیے اس کے اختیار کردہ ذرائع، آشکار کرتے ہیں۔ کلام خدا یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ مناظر دوبارہ رونما ہوں گے جب رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اتوار کی سربلندی کے لیے متحد ہوں گے۔

مکاشفہ 13 کی پیشگوئی اعلان کرتی ہے کہ برہ کی مانند سینگوں والے درندہ سے مراد جو قوت ہے، وہ 'زمین اور اس کے رہنے والوں' کو پاپائیت کی عبادت کرنے پر آمادہ کرے گی—جو وہاں 'چیتے کی مانند' درندہ سے ظاہر کی گئی ہے۔ دو سینگوں والا درندہ یہ بھی کہے گا 'زمین پر بسنے والوں سے کہ وہ درندہ کی شبیہ بنائیں؛' اور مزید یہ کہ وہ سب کو—'چھوٹے اور بڑے، امیر اور غریب، آزاد اور غلام'—درندہ کا نشان لینے کا حکم دے گا۔ مکاشفہ 13:11-16۔ یہ دکھایا جا چکا ہے کہ برہ کی مانند سینگوں والے درندہ سے مراد متحدہ ریاستہائے امریکہ ہے، اور یہ کہ یہ پیشگوئی اُس وقت پوری ہوگی جب متحدہ ریاستہائے امریکہ اتوار کی پابندی نافذ کرے گا، جسے روم اپنی بالادستی کے خاص اعتراف کے طور پر پیش کرتا ہے۔ لیکن پاپائیت کی اس تعظیم میں متحدہ ریاستہائے امریکہ تنہا نہ ہوگا۔ ان ممالک میں، جو کبھی اس کی سیادت کو تسلیم کرتے تھے، روم کا اثر ابھی مٹنے سے بہت دور ہے۔ اور پیشگوئی اس کی قوت کی بحالی کی خبر دیتی ہے۔ 'میں نے اس کے سروں میں سے ایک کو گویا جان لیوا چوٹ لگی ہوئی دیکھی؛ اور اس کی جان لیوا چوٹ اچھی ہو گئی؛ اور ساری دنیا درندہ کے پیچھے حیران رہ گئی۔' آیت 3۔ مہلک زخم لگنے کا اشارہ 1798 میں پاپائیت کے زوال کی طرف ہے۔ اس کے بعد، نبی کہتا ہے، 'اس کا جان لیوا زخم اچھا ہو گیا؛ اور ساری دنیا درندہ کے پیچھے حیران رہ گئی۔' پولس صاف کہتا ہے کہ 'گناہ کا آدمی' دوسرے ظہور تک قائم رہے گا۔ ۲ تھسلنیکویوں 2:3-8۔ وقت کے اختتام تک وہ فریب کے کام کو آگے بڑھاتا رہے گا۔ اور مکاشفہ نگار بھی، پاپائیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، اعلان کرتا ہے: 'جو سب زمین پر بستے ہیں—جن کے نام کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے—وہ اس کی عبادت کریں گے۔' مکاشفہ 13:8۔ عالم قدیم اور عالم جدید دونوں میں، پاپائیت کو اتوار کی اس رسم کو دی جانے والی تعظیم کے ذریعے خراج ملے گا، جو محض کلیسیائے روم کے اختیار پر مبنی ہے۔

انیسویں صدی کے وسط سے، ریاست ہائے متحدہ میں پیشین گوئیوں کے طالب علم یہ گواہی دنیا کے سامنے پیش کرتے آئے ہیں۔ اب جو واقعات رونما ہو رہے ہیں، ان میں اس پیش گوئی کی تکمیل کی طرف تیز پیش رفت دکھائی دیتی ہے۔ پروٹسٹنٹ معلمین کے ہاں اتوار کی پاسداری کے لیے اختیار

الہی کا وہی دعویٰ اور کتاب مقدس سے ثبوت کی وہی کمی پائی جاتی ہے، جیسی پاپائی رہنماؤں کے ہاں تھی، جنہوں نے خدا کے حکم کی جگہ پر کرنے کے لیے معجزات گھڑ لیے۔ یہ دعویٰ کہ اتوار کے سبت کی خلاف ورزی کے باعث خدا کی سزائیں انسانوں پر نازل ہوتی ہیں، دوبارہ دہرایا جائے گا؛ اور اس پر ابھی سے زور دیا جائے لگا ہے۔ اور اتوار کی پاسداری کو نافذ کرنے کی تحریک تیزی سے زور پکڑ رہی ہے۔

رومی کلیسا اپنی فراست اور مکاری میں حیرت انگیز ہے۔ وہ آنے والے حالات کو بھانپ سکتی ہے۔ وہ موقع کی تاک میں رہتی ہے، یہ دیکھتے ہوئے کہ پروٹسٹنٹ کلیسائیں باطل سبت کو قبول کر کے اس کی تعظیم بجا لا رہی ہیں اور یہ کہ وہ اسے نافذ کرنے کی تیاری بھی انہی طریقوں سے کر رہی ہیں جنہیں وہ خود بیتے زمانوں میں اختیار کر چکی ہے۔ جو لوگ حق کے نور کو رد کرتے ہیں وہ بالآخر اسی خود ساختہ معصوم عن الخطا طاقت کی مدد مانگیں گے تاکہ اس ادارے کو بلند کریں جو اسی کے ذریعے وجود میں آیا تھا۔ اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس کام میں پروٹسٹنٹوں کی مدد کو وہ کس قدر جلدی پہنچے گی۔ کلیسا کے نافرمانوں سے نمٹنے کا طریقہ پاپائی رہنماؤں سے بہتر اور کون جانتا ہے؟

رومن کیتھولک کلیسا، اپنی دنیا بھر میں پھیلی تمام شاخوں کے ساتھ، ایک عظیم الشان تنظیم کی شکل اختیار کرتا ہے جو پاپائی کرسی کے ماتحت ہے اور اس کے مفادات کی خدمت کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے کروڑوں ارکان کلیسا، دنیا کے ہر ملک میں، انہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو پوپ کی وفاداری کا پابند سمجھیں۔ ان کی قومیت یا حکومت خواہ کچھ بھی ہو، انہیں کلیسا کے اختیار کو ہر دوسرے اختیار سے بالاتر سمجھنا ہے۔ اگرچہ وہ ریاست کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھا سکتے ہیں، تاہم اس کے پس پشت روم کی اطاعت کا عہد موجود ہوتا ہے، جو انہیں کلیسا کے مفادات کے منافی ہر وعدے سے بری الذمہ کر دیتا ہے۔

تاریخ اس کی عیارانہ اور مسلسل کوششوں کی گواہی دیتی ہے کہ وہ قوموں کے معاملات میں خود کو داخل کرے؛ اور جب قدم جما لے تو اپنے مقاصد کو آگے بڑھائے، خواہ اس کے لیے شہزادوں اور عوام کی تباہی ہی کیوں نہ ہو۔ سن 1204ء میں، پوپ انوسنٹ سوم نے آراگون کے بادشاہ پیٹر دوم سے یہ غیر معمولی حلف منوایا: 'میں، پیٹر، آراگون کی بادشاہ، اقرار کرتا اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آقا، پوپ انوسنٹ، اس کے کیتھولک جانشینوں اور رومی کلیسا کے لیے ہمیشہ وفادار اور فرماں بردار رہوں گا، اور اپنی سلطنت کو اس کی اطاعت میں وفاداری سے برقرار رکھوں گا، کیتھولک ایمان کا دفاع کروں گا، اور بدعتی خباثت کی سرکوبی کروں گا۔' - جان ڈاؤلنگ، تاریخ رومن ازم، کتاب 5، باب 6، شق

55. یہ رومی پوپ کے اختیار سے متعلق اُن دعوؤں کے ہم آہنگ ہے کہ 'اس کے لیے شہنشاہوں کو معزول کرنا جائز ہے' اور 'وہ رعایا کو ناصالح حکمرانوں کے لیے اپنی وفاداری کے عہد سے بری کر سکتا ہے۔' - 17۔ b. 3, cent. 11, pt. 2, ch. 2, sec. 9, note 17-

یہ یاد رہے کہ یہ روم کا فخر ہے کہ وہ کبھی نہیں بدلتا۔ گریگوری ہفتم اور انوسنٹ سوم کے اصول آج بھی رومن کیتھولک کلیسیا کے اصول ہیں۔ اور اگر اسے طاقت حاصل ہو تو وہ انہیں آج بھی ماضی کی صدیوں کی طرح اسی سختی اور جوش کے ساتھ نافذ کرے گی۔ پروٹسٹنٹ کم ہی جانتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں جب وہ اتوار کی تعظیم کے کام میں روم کی مدد قبول کرنے کی تجویز دیتے ہیں۔ جب وہ اپنے مقصد کی تکمیل پر تلے ہوئے ہیں، روم اپنی طاقت دوبارہ قائم کرنے اور اپنی کھوئی ہوئی بالادستی واپس حاصل کرنے کوشاں ہے۔ اگر امریکہ میں ایک بار یہ اصول قائم ہو جائے کہ کلیسیا ریاست کی قوت کو استعمال کر سکتی ہے یا اس پر قابو پا سکتی ہے؛ کہ مذہبی رسوم کی پابندی سیکولر قوانین کے ذریعے کرائی جا سکتی ہے؛ غرض یہ کہ کلیسیا اور ریاست کا اختیار ضمیر پر حاوی ہو، تو اس ملک میں روم کی فتح یقینی ہے۔

خدا کے کلام نے آنے والے خطرے کی تنبیہ کر دی ہے؛ اگر اسے نظرانداز کیا جائے، تو پروٹسٹنٹ دنیا کو یہ معلوم ہوگا کہ روم کے مقاصد دراصل کیا ہیں، مگر تب جب پھندے سے بچ نکلنے کے لیے بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ وہ خاموشی سے قوت اختیار کر رہی ہے۔ اس کی تعلیمات قانون ساز ایوانوں میں، کلیسیاؤں میں، اور انسانوں کے دلوں میں اپنا اثر ڈال رہی ہیں۔ وہ اپنی بلند و بالا اور بھاری بھرکم عمارتیں کھڑی کر رہی ہے، جن کے خفیہ گوشوں میں اس کی سابقہ ایذا رسانیاں دوبارہ دہرائی جائیں گی۔ چپکے سے اور بغیر کسی کے گمان کے وہ اپنی قوتوں کو مضبوط کر رہی ہے تاکہ جب وار کرنے کا وقت آئے تو اپنے مقاصد کو آگے بڑھا سکے۔ اسے جس چیز کی خواہش ہے وہ صرف برتری کا مقام ہے، اور یہ اسے پہلے ہی دیا جا رہا ہے۔ ہم جلد ہی دیکھیں گے اور محسوس بھی کریں گے کہ رومی عنصر کا مقصد کیا ہے۔ جو کوئی خدا کے کلام پر ایمان لائے گا اور اس کی فرمانبرداری کرے گا، وہ اسی سبب ملامت اور ایذا رسانی کا نشانہ بنے گا۔ عظیم کشمکش، 563-581۔